OPEN ACCESS: “*EPISTEMOLOGY*”
eISSN: 2663-5828; pISSN: 2519-6480
Vol.12 Issue 13 June 2023

سیرت نگاری میں ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی کی تنقیدات (تسامحات) کا تجزیاتی مطالعہ

AN ANALYTICAL STUDY OF CRITICISMS (ABOUT GAPS) OF DR. YASIN MAZHAR SIDDIQUI IN SEERAH WRITING

Iqra Khalid
PhD Scholar, Institute of Arabic & Islamic Studies,
Govt. College Women University, Sialkot.
Dr. Syeda Sadia
Assistant Professor, Institute of Arabic & Islamic Studies,
Govt. College Women University, Sialkot.

ABSTRACT: Dr. Yaseen Mazhar Siddiqui is a prominent Seerah writer of our time. He wrote more than 50 books. He established a high standard of research and criticism in Seerah writing. He wrote about the topics of Seerah from new aspects, which Seerah writers and biographers generally did not pay much attention to. One of the important aspects of his writings is that through critics he not only pointed out the gaps in Ancient authoress’s books, but also filled these gaps as much as possible. Criticism and analysis is a principle that not only guides writings but also takes writers and researches towards innovation and artistic excellence. This article deals with an analytical study of some of his stated criticisms in Seerah.

Keywords: Seerah, aspects, gaps, analytical

تمہید:

پروفیسر ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی کا شمار دور حاضر کے چند جید سیرت نگاروں میں ہوتا ہے۔ وہ ہندستان میں ضلع لکھیم پور کھیری (یو-پی) میں 26 دسمبر 1944ء میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے برصغیر کی معروف دینی درسگاہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے 1959 میں عالم کی سند حاصل کی۔ بعد ازاں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے تاریخ میں ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں بالترتیب 1968، 1969 اور 1975 میں حاصل کیں۔ ان کا اصل میدان تحقیق و تصنیف ہے جو ان کا مقصد حیات تھا۔ تراجم کتب کے علاوہ ان کی طبع زاد کتابوں کی تعداد 50 سے زائد جبکہ مقالات و مضامین کی تعداد 500 سے متجاوز ہے۔ وہ واحد ہندی مصنف ہیں جن کو سیرت نبوی اور قرآن مجید کے لئے دو بار گراں قدر "نقوش ایوارڈ" مل چکا ہے۔ ان کی تحقیقات کو اہل فکر و نظر نے نہ صرف سراہا بلکہ علوم اسلامیہ میں ان کے تبحر اور ان کے قلم کے اعجاز کی دین کہا۔ وہ اسلامی علوم اور عصری فنون کے جامع تھے۔ سیرت نگاری میں ان کی تنقیدات کی مختلف جہتیں ہیں جن میں سیرت نگاری کا اسلوب، تصحیح روایات، مؤلفین سیرت کی تحاریر اور تسامحات سیرت شامل ہیں۔ ان میں سے ایک جہت تسامحات کا ذیل میں تجزیاتی مطالعہ پیش کا جائے گا۔

تسامحات سیرت

- **رضاعت والدہ ماجدہ**

ماں ہی بچے کی اولین مرضعہ / دودھ پلائی اور دایہ ہوتی ہے۔ اولین سیرت نگاروں جن میں ابن اسحاق / ابن ہشام اور سہیلی وغیرہ شامل ہیں والدہ کی رضاعت کا ذکر ہی نہیں کیا اور ان کی پیروی کرنے والے بیشتر رواۃ نے بھی اس کا حوالہ نہیں دیا۔ بلاذری، شامی اور دیگر جدید اور مشہور کتب سیرت کے مؤلفین کا بھی یہی رویہ ہے۔ متعدد جدید اہل قلم بھی ہیں جنہوں نے والدہ کی رضاعت کا حوالہ نہیں دیا۔[1]

یہ ایک فطری امر ہے کہ ہر بچے کو پیدائش کے بعد اس کی والدہ سب سے پہلے دودھ پلاتی ہے ماسوائے کسی مجبوری کے۔ بچے کسی عذر کی وجہ سے یا ماں کسی مجبوری کی وجہ سے دودھ نہ بھلا سکے تو اور بات ہے۔ لیکن کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں جیسا کہ واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحت مند پیدا ہوئے تھے اور ان کی والدہ کو بھی صحت کے لحاظ سے ایسا کوئی عارضہ لاحق نہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ نہ پلا سکیں اور ویسے بھی ایسا بچہ

جس کی پیدائش سے قبل ہی اس کی عظمت کے بارے میں آگاہ کیا گیا ہو تو ایسے بچے کو دودھ پلانا تو ویسے بھی شرف کی بات ہو گی۔ لہذا عقلی دلیل بھی یہی ہے کہ سب سے پہلے والدہ نے ہی آپ کو دودھ پلایا تھا۔

والدہ کی رضاعت سے متعلق روایتی شہادت قدیم ماخذ میں ابن کثیر اور جدید مآخذ میں محمد ادریس کاندھلوی کی کتاب میں ملتی ہے۔ مؤرخین اور سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو سات دنوں تک دودھ پلایا۔ حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلوی لکھتے ہیں کہ ولادت باسعادت کے بعد تین چار روز تک آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو دودھ پلایا۔

امام ابن اسحاق /ابن ہشام, ابن سعد، ابن جریر طبری کی کتب سیرت تو قدیم ماخذ کا درجہ رکھتی ہیں، ان میں والدہ کی رضاعت کا ذکر نہیں ہے تو ممکن ہے کہ ان حضرات کے نزدیک ماں کا بچے کو دودھ پلانا کوئی اہم بات نہ ہو اس لیے ذکر نہ کیا ہو اور دوسرا یہ کہ ان کی والدہ کی رضاعت عارضی تھی۔ ڈاکٹر یاسین کہتے ہیں کہ غالباً ان کو بھی اس واقعہ سے انکار نہیں ہے۔ لیکن وہ ایک خاص نقطہ نظر کی متابعت میں دوسری روایات کی طرف دھیان نہیں دے سکے۔ بہر حال ان کے ذکر کرنے یا نہ کرنے سے یہ حقیقت نہیں بدلتی کہ والدہ کا دودھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے پیا تھا۔

رضاعت ثویبہ

رضاعت ثویبہ سے متعلق ڈاکٹر یسین نقد فرماتے ہیں کہ "ابن اسحاق اور ان کے بیشتر پیروکاروں نے حضرت ثویبہ کی رضاعت کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ وہ مزید لکھتے ہیں کہ ابن اسحاق نے رضاعت ثویبہ کا ذکر کیوں نہیں کیا، اس کے اسباب اور وجوہات جاننا ایک تحقیق طلب کام ہے۔ البتہ سرسری طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ مرضعہ کی تلاش و تگ و دو کی روایات میں ایسے گم ہوئے کہ اس واقعہ کو نظر انداز کر گئے۔ مزید یہ کہ حضرت ثویبہ کے بارے میں رواۃ نے دلچسپی نہیں لی اور انتہائی ضروری معلومات کی طرف سے آنکھیں موند لیں۔ لہذا ان کے شخصیت اور کارنامے کی نوعیت او جھل ہی رہ گئی۔ امام ابن اسحاق جیسے رجحان ساز سیرت نگار نے حضرت ثویبہ کی شخصیت اور کام کو اجاگر کرنے سے پہلو تہی کی"۔[2]

حدیث، سیرت اور تاریخ اسلام کے بیشتر ماخذ میں یہ بات موجود ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ وسلم کی اولین مرضعہ، رضاعی ماں، دودھ پلائی اور دایہ حضرت ثویبہ تھیں۔ ابن اسحاق کی روایات کے علاوہ دوسرے تمام مآخذ اور مولفین

کرام نے حضرت ثویبہ کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بطور اولین رضاعی ماں کیا ہے۔

حدثنا يحيى بن بكير، حدثنا الليث، عن عقيل، عن ابن شهاب، اخبرني عروة، ان زينب بنت ابي سلمة اخبرته،" ان ام حبيبة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، قالت: قلت: يا رسول الله، انكح اختي بنت ابي سفيان، قال: وتحبين ذلك؟ قلت: نعم، لست لك بمخلية واحب من شاركني في الخير اختي، فقال: إن ذلك لا يحل لي، فقلت: يا رسول الله، فوالله إنا نتحدث انك تريد ان تنكح درة بنت ابي سلمة، فقال: بنت ام سلمة؟ فقلت: نعم، قال: فوالله لو لم تكن ربيبتي في حجري ما حلت لي، إنها بنت اخي من الرضاعة ارضعتني وابا سلمة ثويبة، فلا تعرضن علي بناتكن ولا اخواتكن. وقال شعيب عن الزهري، قال عروة: ثويبة اعتقها ابو لهب[3].

اس کے علاوہ دیگر اور احادیث بھی مذکور ہیں جن میں حضرت ثویبہ کی رضاعت کا ذکر ہے۔

امام ابن سعدؒ (الطبقات الکبریٰ) میں روایت کرتے ہیں کہ :

أخبرنا محمد بن عمر بن واقد الأسلمي قال: حدثني موسى بن شيبة عن عميرة بنت عبيد الله بن كعب بن مالك عن برة بنت أبي تجراة قالت: أول من أرضع رسول الله – صلى الله عليه وسلم - ثويبة بلبن ابن لها. يقال له مسروح. أياما قبل أن تقدم حليمة. وكانت قد أرضعت قبله حمزة بن عبد المطلب. وأرضعت بعده أبا سلمة بن عبد الأسد المخزومي.[4]

یعنی سب سے پہلے جس خاتون نے نبی مکرم ﷺ کو دودھ پلایا وہ تھیں ثویبہ۔اور پھر سیدہ حلیمہ نے آپ کو دودھ پلایا"

اور طبقات ہی کی دوسری روایت یہ ہے:

قال: وأخبرنا محمد بن عمر عن معمر عن الزهري عن عبيد الله بن عبد الله بن أبي ثور عن ابن عباس قال: كانت ثويبة مولاة أبي لهب قد أرضعت رسول الله - صلى الله عليه وسلم

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ثویبہ خاتون جو ابو لہب کی لونڈی تھی،اس نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔[5]

ڈاکٹر یاسین کا نقد درست ہے کیونکہ کہ اتنے واضح حدیثیں اور کتب سیرت کے دلائل موجود ہونے کے باوجود انہوں نے حضرت ثویبہ کا ذکر نہیں کیا۔ ممکن ہے ان کو لونڈی / باندھی سمجھنے اور ان کی رضاعت کے چند دن کی ہونے کی وجہ سے انہوں نے اس کو اہمیت نہ دی ہو۔

- **حضرت ثویبہ کی رضاعت نبوی کی مدت**

"حضرت ثویبہ کی رضاعت نبوی کے بارے میں تاریخی اور توقیتی اعتبار سے پہلا سوال یہ ہے کہ والدہ ماجدہ کے بعد کتنے دنوں تک حضرت ثویبہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا؟ ڈاکٹر یاسین لکھتے ہیں کہ قدیم وجدید مولفین نے بالعموم اس پر بحث نہیں کی۔"[6]

جیسا کہ یہ روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ثویبہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا اس کی مدت کا ذکر نہیں ہے۔ جس طرح سیرت کے بارے میں معمولی امر تک لکھنے کی کوشش کی گئی، اور وہ بھی تاریخوں کے حساب سے تو اس بات کا ذکر ہونا بھی ضروری تھا کہ کتنے دن پلایا؟ واضح طور پر صحیح دنوں کی تعداد معلوم نہ ہونے کی وجہ سے سیرت نگاروں کے ہاں یہ احتیاطی رویہ اپنایا گیا کہ "تھوڑے دن" لکھ دیا۔ مگر متاخرین میں سے چند سیرت نگاروں نے دنوں کا تعین کر دیا ہے۔ قاضی سلیمان منصور پوری نے 8 دن اور مولانا کاندھلوی نے 3,4 دن۔ مگر وہ بھی ان حضرات کی اپنی رائے ہے۔ ڈاکٹر یاسین نے خود مدت کا تعین تو نہیں کیا مگر اس بارے میں قدیم وجدید مولفین کے بیانات کے ذکر کے بعد یہ مختصر تبصرہ کرتے ہیں کہ حضرت ثویبہ کی رضاعت والدہ ماجدہ کی رضاعت کی طرح عارضی تھی۔

- **اولاد حلیمہ سعدیہ**

"عموماً تمام کتب سیرت کے مولفین شبلی، کاندھلوی، مودودی، سہیلی، مبارکپوری، بلاذری، حلبی، ابن حزم وغیرہ نے حضرت حلیمہ کی اولاد کی تعداد تین لکھی ہے، جن میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ تمام قدیم وجدید سیرت نگار ماہر انساب اور دوسرے اہل علم کا اس پر اتفاق ہے سوائے جدید محقق مولانا شبلی کے۔ ان کے نزدیک ان کی اولاد کی تعداد چار ہے مگر اپنے اس بیان کے بارے میں انہوں نے نہ کوئی حوالہ دیا ہے اور نہ ہی کوئی بحث کی ہے۔ صرف ناموں پر اتفاق کیا ہے۔"

ڈاکٹر یاسین قدیم ماخذ کا تجزیہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ حضرت ثویبہ کی طرح حضرت حلیمہ سعدیہ کی اولاد کے بارے میں بھی ابہام پایا جاتا ہے۔ ان کی تفصیلات موجود نہیں ہے سوائے یہ کہ تین بچوں کے نام ملتے ہیں۔

ڈاکٹر یسین کا موقف ہے کہ ممکن ہے حضرت حلیمہ کی اور اولادیں بھی رہی ہوں کیونکہ وہ ایک پیشہ ور اور مستقل مرضعہ تھیں اور ان کی مستقل مرضعہ کی حیثیت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ان کی اور اولادیں بھی رہی ہوں گی۔ اگر صرف تین اولادوں کو ہی حتمی مان لیا جائے تو ان کی مدت رضاعت کافی مختصر ہو گی جو کہ ان کے

منصب کے خلاف ہے اور انہوں نے چونکہ دیگر اکابر قریش کی بھی رضاعت کی ذمہ داری ادا کی تھی اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی اور اولادیں بھی تھیں۔[7]

ماخذ میں ان کے تین بچوں ایک بیٹا عبداللہ اور دو بیٹیوں ایشما (شیما) اور انیسہ کا ذکر ملتا ہے۔ یہاں ڈاکٹر یاسین کے موقف کی حمایت کی جاسکتی ہے کہ کیونکہ ایک عورت دودھ پلانے کے قابل ایسی صورت میں ہوتی ہے جب اس کے ہاں بچہ کی ولادت ہوتی ہے۔ اس کے بغیر وہ دودھ نہیں پلا سکتی۔ اور حضرت حلیمہ سعدیہ جو کہ پیشہ ور مرضعہ تھیں اور ہر سال رضاعت کے لیے بچہ لینے کے لیے مکہ آتی تھیں۔ تو ان کی ضرور اور اولاد بھی ہو نگی جس کے بارے میں تاریخ اور سیرت میں خاموشی ہے اور چونکہ وہ ایک پیشہ ور اور مستقل مرضعہ تھیں تو یہ ناممکن نظر آتا ہے کہ ان کی رضاعت کی مدت کافی مختصر ہو کیونکہ تین یا چار بچوں کا ذکر یہی ظاہر کر رہا ہے۔

- **نسب حلیمہ سعدیہ**

"بیشتر متاخر مولفین سیرت نے اور قریب قریب اردو کے تمام بڑے سیرت نگاروں نے حضرت حلیمہ کے نسب سے بحث نہیں کی۔ جیسا کہ ان کے

والد ماجد کے نام پر ابن اسحاق/ابن ہشام کے تسامح اور اس پر ماہرین نسب اور شارحین حدیث کے نقد سے بھی تعارض نہیں کیا لہذا ان سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی تھی کہ وہ حضرت حلیمہ سعدیہ کے والد حارث بن عبد اللہ سعدی کی دوسری اولاد پر بھی کوئی کلام کرتے۔ خاص طور پر جب اس حوالے سے بنیادی ماخذ سیرت ہی خاموش ہیں۔ ابن اسحاق اور ان کے تمام پیروکاروں شبلی، کاندھلوی، منصور پوری بلا حوالہ، مودودی بحوالہ ابن سعد و ابن اسحاق، مبارکپوری بحوالہ ابن ہشام اور دوسرے سیرت نگاروں نے اس موضوع پر کچھ نہیں لکھا۔ بلکہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسے درخور اعتناء نہیں سمجھا۔"

ڈاکٹر یاسین اس بارے میں مزید لکھتے ہیں کہ اس سے راویان قدیم کی روش و رویہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کو جس چیز یا پہلو سے دلچسپی ہوتی ہے اس پر ضرورت سے زیادہ اور خاصی تفصیل اور بہت سی جزئیات جمع کر دیتے ہیں۔ اور جس کو خاطر میں نہیں لاتے اس سے صرف نظر کر لیتے ہیں اور بسا اوقات ان روایتی خلاؤں نے باب سیرت کو دھندلا کیا ہے۔[8]

نبی کریم کی رضاعی ماؤں میں حضرت حلیمہ سعدیہ ایک منفرد اور ممتاز حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کا درجہ ام الامہات کا تھا۔ نبی ﷺ کی خدمات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے حضرت حلیمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کی حیات اور سیرت طیبہ کا ایک درخشاں پہلو ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہمیشہ ماں کی طرح یاد رکھا اور ان کا اعزاز و اکرام فرمایا۔ اس قدر اہم شخصیت کے نام اور نسب کے بارے میں سیرت کی کتابوں میں تفصیلات موجود ہونی چاہیے تھیں۔ سوائے ایک بہن کے ان کے دوسرے بہن بھائیوں کے بارے میں بھی کوئی ذکر نہیں ملتا۔ ابن اسحاق/ابن ہشام نے جو نسب بیان کیا ہے اس کی بعض پیڑھیوں پر بھی ماہرین نسب ابن کلبی نے نقد کیا ہے اور بلاذری سہیلی اور دوسرے ماہرین انساب و مولفین سیرت نے تفصیلی بحث کرتے ہوئے بیان کردہ نسب کے اندر غلطیوں کی نشاندہی کی ہے۔ متاخرین سیرت نگاروں میں سے کسی نے بھی اس بحث یا نقد پر بات نہیں کی اور نہ ہی نسب کے بارے میں کچھ لکھا ہے۔

لہذا ڈاکٹر یاسین کی بات سے اتفاق کیا جاسکتا ہے کیونکہ عربوں کے ہاں نسب کو بہت اہمیت حاصل تھی اور سیرت نگاری میں بھی نسب بیان کرنے پر خاص توجہ دی گئ۔ تو سیرت لکھتے ہوئے ایک ایسی شخصیت جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی گہرا تعلق تھا ان کے نسب کے بارے میں تفصیلات موجود ہونی چاہیے تھیں۔ اور راویان قدیم کی روش والے موقف کو بھی درست مانا جاسکتا ہے کہ جس پہلو یا چیز سے دلچسپی ہو وہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت حلیمہ کی رضاعت کے ضمن میں تمام مآخذ و مصادر کا زور اس دور میں برکات اور معجزات کو بیان کرنے پر ہے۔

- **قریشی اکابر کے اصل اور مشہور ناموں کی گمشدگی**

ڈاکٹر یاسین جناب عبدالمطلب ہاشمی کی حسین و جمیل شخصیت کے حوالے سے سب سے پہلی تنقید مشہور اور اصل نام کے حوالے سے کرتے ہیں کہ صرف دادا ہی نہیں ان کے قریب ترین آباؤاجداد میں تقریبا کوئی بھی اپنے اصل نام سے معروف نہ تھا۔ اصل ناموں کی گمشدگی راویان خوش بیان کی فرط عقیدت و ملمع سازی کی بنا پر ہوتی رہی ہے۔[9]

ابن ہشام، ابن سعد اور ابن کثیر نے مشہور ناموں کے ساتھ بریکٹ میں اصل نام بھی بیان کئے ہیں۔ جبکہ ابن جریر نے مشہور و اصل ناموں کو وجہ

تسمیہ کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ عبدالروف داناپوری، مولانا مودودی، سلیمان منصور پوری یہ لوگ مشہور نام ہی بیان کرتے ہیں۔ واضح ہوتا ہے قدیم سیرت نگار اصل اور مشہور دونوں ناموں کا ذکر کرتے تھے جبکہ جدید سیرت نگار صرف مشہور ناموں پر اکتفا کرتے ہیں۔ سوائے مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے۔ ممکن ہے کہ اختصار کی وجہ

سے ایسا کیا گیا ہو۔ان کے جو نام مشہور ہوئے وہ ان کے کسی وصف یا واقعہ کی وجہ سے ہوئے اور اسی کی وجہ سے ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ اصل کی بجائے مشہور نام زیادہ معروف ہوا اور وہ یاد بھی رکھا گیا اس لئے بعد میں آنے والوں نے صرف مشہور و معروف ناموں پر ہی اکتفا کر لیا۔ ممکن ہے کہ اصل نام پر ہی رہتے تو ان کے اس وصف کے جن کی بنا پر ان کا یہ نام مشہور ہوا تھا سے آگاہی کم ہوتی۔

- **حضرت خدیجہ سے تجارتی تعلقات**

"بالعموم ہمارے روایتی سیرت نگار حضرت خدیجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تجارتی تعلقات کا ذکر کرتے ہیں اور وہ بھی صرف ایک شامی تجارت کے سفر کے سلسلے میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامان تجارت کے ساتھ 25 سال کی عمر میں کیا تھا۔ جبکہ تاریخ و سیرت اور حدیث کی روایات ثابت کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس سال کی عمر میں تجارت اور کاروبار میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔اور ان 5 برسوں میں حضرت خدیجہ کے تجارتی کاروبار میں مستقل طور پر شریک رہے تھے اور متعدد اسفار تجارت مختلف علاقوں اور بازاروں میں کیے تھے۔"[10]

کتب حدیث میں شامی تجارت کے علاوہ بھی دیگر دو اسفار کا ذکر آتا ہے جب کہ سیرت کی کتابوں کے اندر صرف اسی ایک شام کی تجارت کا ذکر ہے۔ جو تجارتی اسفار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے کیے،ان میں دو سفر یمن کی طرف بھی تھے،امام حاکم رحمہ اللہ نے المستدرک میں نقل کیا ہے:

"استأجرتْ خديجةُ رضوانُ الله عليها رسولَ الله صلى الله عليه وسلم سفرتين إلىٰ جُرَشَ، كل سفرةٍ بقَلوصٍ".[11]

"حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جرش (یمن کے ایک مقام) کی طرف دو بار تجارت کے لیے اونٹنیوں کے عوض بھیجا"۔

امام حفظ کا دعوٰی ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے مگر بخاری اور مسلم نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے۔ مندرجہ بالا روایت سے استدلال کرتے ہوئے ڈاکٹر یسین کے موقف کی تصدیق ہوتی ہے کہ صرف ایک شامی سفر نہیں کیا تھا بلکہ آپ ﷺ کئی بار ان کا سامان تجارت لے کر گئے تھے۔

- **قبول اسلام کے لئے عورتوں کی خدمت نبوی میں آمد**

"قدیم وجدید سیرت نگاروں نے مردوں کی قبول اسلام کے ضمن میں حاضری کی روایات درج کی ہیں۔ لیکن

عورتوں کی خدمت نبوی میں آمد کے بارے میں کم لکھا ہے۔ وہ عموما خواتین اور بچوں کے بارے میں معلومات کو یوں بھی خاطر میں نہیں لاتے۔ جوان کی مردانہ عصبیت کی دلیل ہے۔ اور یہی عصبیت متاخرین میں شدت سے ملتی ہے۔ بہر حال سیرت اور سوانح کی بعض روایات میں خواتین شہر و عرب کی خدمت نبوی میں حاضری کی کچھ مثالیں مل ہی جاتی ہیں۔"[12]

جس طرح مرد قبول اسلام کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دیا کرتے تھے اسی طرح عورتیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

حاضری دیا کرتی تھیں۔ قرآن کریم میں سورہ الممتحنہ[13] کے اندر عورتوں کی بیعت کا ذکر موجود ہے جو بارگاہ نبوی میں عورتوں کی حاضری کو واضح کرتی ہے۔

صحیح بخاری میں ہے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو مسلمان عورتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجرت کر کے آتی تھیں ان کا امتحان اسی آیت سے ہوتا تھا، جو عورت ان تمام باتوں کا اقرار کر لیتی اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زبانی فرمادیتے کہ میں نے تم سے بیعت کی یہ نہیں کہ آپ ان کے ہاتھ سے ہاتھ ملاتے ہوں اللہ کی قسم آپ نے کبھی بیعت کرتے ہوئے کسی عورت کے ہاتھ کو ہاتھ نہیں لگایا صرف زبانی فرمادیتے کہ ان باتوں پر میں نے تیری بیعت لی۔[14]

اس کے علاوہ بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر ستر آدمیوں کے ساتھ دو عورتیں نسیبہ بنت کعبہ ام عمارہ اور اسماء بنت عمرو بن عدی بن نابی شامل تھیں۔[15]

بخاری، ابن سعد کی بیشتر روایات میں صحابیات کے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرنے کا ذکر ہے۔ جو یہ ثابت کرتا ہے کہ عورتوں کی حاضری کے بارے میں تو پھر بھی مواد مل جاتا ہے البتہ بچوں کے حوالے سے کمی ہے۔

- **صحابیات اور مجاہدات کی غزوہ تبوک میں شرکت**

"عام روایات اور انفرادی سوانح میں صحابیات اور مجاہدات کے غزوہ تبوک 9 ہجری میں شریک ہونے کا ذکر نہیں ملتا۔"[16]

قدیم ماخذ میں ابن جریر، ابن سعد، ابن کثیر، ابن ہشام وغیرہ اور جدید میں مولانا شبلی، عبدالرؤف دانا پوری، ادریس کاندھلوی، صفی الرحمن مبارکپوری، مولانا مودودی وغیرہ کی کتب میں کسی کے ہاں بھی اس غزوہ کی ضمن

میں خواتین کا ذکر ہے۔ صفی الرحمن مبارکپوری کا غزوہ تبوک کے ضمن میں بیان ہے کہ آپ ﷺ نے ایک ماہ تک اپنی تمام بیویوں سے ایلا کر لیا تھا اور ان سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ ممکن ہے ان کے نزدیک اس وجہ سے آپ ﷺ اس غزوہ میں کسی کو ساتھ نہ لے کے گئے۔

مگر ڈاکٹر یسین اس سلسلے میں واقدی کی روایت کا حوالہ دیتے ہیں اور صحیح قرار دیتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس عظیم غزوہ میں حضرت ام سلمہ کو رسول اکرم کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا تھا۔ان کے نزدیک یہ روایت اس لئے صحیح ہے کہ سنت نبوی کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی نہ کسی زوجہ مطہرہ کو ساتھ لے جاتے تھے۔اور اسی سے یہ قیاس بھی کیا جا سکتا ہے کہ بعض دوسری خواتین بھی ضرور اس غزوہ میں شریک رہی ہونگی کہ حضرت ام المومنین کی رفاقت اور خدمت کر سکیں۔

ماخذ میں ذکر نہیں ملتا تاہم ڈاکٹر یاسین واقدی کی روایت کی حمایت کرتے ہیں مگر واقدی محدثین کے ہاں متروک ہیں۔

- **مکی دور حیات کی تشنگی**

"سیرت کی تقریباً تمام کتب میں مکی دور سیرت کو مختصر وتشنہ اور ناقص وادھورا ہی بیان کیا گیا ہے۔ تمام سیرت نگاروں کی تصانیف سیرت میں مکی دور کے اوراق کا مدنی عہد کے صفحات سے موازنہ کریں تو زمین وآسمان کا فرق نظر آئے گا۔اول الذکر محض دیباچہ عہد ٹھہرے گا۔ان میں عروہ بن زبیر کی مغازی رسول اللہ، ابن اسحاق/ابن ہشام کی السیرۃ النبویہ، سہیلی کی الروض الانف، واقدی کی کتاب المغازی، ابن سعد کی الطبقات الکبریٰ، طبری کی تاریخ الطبری، ابن کثیر کی السیرۃ النبویہ وغیرہ شامل ہیں۔"[17]

تاریخ طبری کے تقریبا 4500 میں سے ابتدائی 123 صفحات میں مکی دور کا بیان ہے۔ابن ہشام کی کتاب میں کل 922 میں سے ابتدائی تقریباً 320 صفحات، ابن کثیر کی کتاب تقریباً 1800 صفحات میں سے 452 اور ابن سعد کی کتاب میں 2700 کے قریب صفحات میں سے 233 صفحات مکی دور پر مشتمل ہیں۔اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مکی دور نبوی کے بارے میں تفصیلات کس قدر کم ہیں اور ان کا بیان مختصر ہے۔ آپ ﷺ اپنی حیات مبارکہ میں تقریبا 53 سال مکہ میں رہے اور 10 سال مدینہ میں۔ تو ان 10 سالوں کا بیان اتنا طویل مگر 53 سالوں کا کس قدر مختصر۔اس سے ڈاکٹر یسین کے دعویٰ کی تصدیق ہوتی ہے۔۔تاہم کچھ ایسی کتب بھی ہیں جو خاص تاریخ مکہ سے متعلق ہیں ان میں الفتوحات المکیہ از ابن عربی، تاریخ مکہ از ابوالولید الازرقی اور تاریخ المکۃ المکرمۃ از محمد عبد

المعبود وغیرہ شامل ہیں۔ مگر ان میں بھی عہد نبوی کی زیادہ تفصیلات نہیں ہیں۔

- **سفر طائف میں قیام نبوی**

"سفر طائف کے دوران آپ نے کس کے ہاں قیام کیا تھا اس کے بارے میں کسی سیرت نگار نے وضاحت نہیں کی۔"[18]

تمام سیرت نگاروں نے صرف سفر طائف کا ذکر یا زیادہ سے زیادہ مدت قیام کا ذکر کیا ہے۔ سفر طائف میں قیام نبوی ابن سعد کے مطابق 10 دن اور بلاذری کے مطابق آپ 26 دن تک سفر میں رہے۔ آپ کم از کم دس دن یا زیادہ سے زیادہ ایک ماہ قیام کیا تو آپ اس دوران کسی کے مہمان ضرور بنے تھے۔ ایسا ممکن نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے کسی کے ہاں قیام نہ کیا ہو۔ ڈاکٹر یسین کا مؤقف درست ہے جس کے دو پہلو ہیں ایک تو بر آں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو طائف کے مختلف خاندانوں اور ان کے اکابر کے عزیز قریب تھے اور قرابت کے رشتے بھی بہت نزدیکی اور محترم تھے۔[19]

دوسرا یہ کہ اتنی طویل مدت تک آپ خانہ بدوش وبے خانماں نہیں رہ سکتے تھے اور کسی مہمان کے لئے عرب روایت مہمان نوازی بھی ایسی بے مروتی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ کیونکہ جاہلی عرب میں تو جان کے دشمنوں اور قاتلوں تک کو مہمان داری اور خاطر تواضع سے بہر حال نوازا جاتا تھا۔ لہذا یہ بات یقینی ہے کہ آپ ﷺ نے طائف میں قیام ضرور کیا مگر کس کے ہاں کیا اس کے بارے میں ماخذ میں خاموشی ہے۔

پناہ گاہ اور ضیافت کا عدم ذکر

"بلاذری اور بعض دوسرے سیرت نگاروں اور محدثین کرام نے بھی عتبہ وشیبہ کے باغ میں پناہ لینے کا اور اس کے متعلق واقعات کا جیسے عداس نصرانی کا ذکر نہیں کیا ہے۔ جدید سیرت نگاروں میں ڈاکٹر حمید اللہ بہت نمایاں ہیں کہ باغبان اور ان کی ضیافت کا ذکر خوب کیا مگر مالکان باغ کا حوالہ انہوں نے نہیں دیا۔"[20]

سیرتی ماخذ میں اس بات کی قوی شہادتیں موجود ہیں کہ آپ نے عتبہ وشیبہ کے باغ میں پناہ لی تھی۔ قدیم مصادر میں ابن ہشام، ابن جریر طبری ابن کثیر اور جدید میں مولانا مودودی، مولانا عبد الرؤف دانا پوری، محمد ادریس کاندھلوی میں باغ میں پناہ لینے اور عداس نصرانی کا انگور پیش کرنے کے واقعہ کا واضح بیان ہے۔ اس کے باوجود ذکر نہ کرنے والوں کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

- **طائف سے واپسی پر دعا اور ظہور ملائکہ کا عدم ذکر**

متعدد قدیم و جدید سیرت نگاروں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اس کی اجابت اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اور ملک الجبال کے ظہور سے متعلق واقعات کا ذکر نہیں کیا۔ قدیم مآخذ میں ابن سعد، طبری وغیرہ اور جدید سیرت نگاروں میں مولانا شبلی نمایاں ہیں۔[21]

طائف سے واپسی کے وقت ملائکہ کا ظہور ایک ایسی حقیقت ہے جس کا ذکر حدیث کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔

حدثنا عبد الله بن يوسف، اخبرنا ابن وهب، قال: اخبرني يونس، عن ابن شهاب، قال: حدثني عروة، ان عائشة رضي الله عنها زوج النبي صلى الله عليه وسلم حدثته انها قالت: للنبي صلى الله عليه وسلم، هل اتى عليك يوم كان اشد من يوم احد؟، قال: لقد لقيت من قومك ما لقيت وكان اشد ما لقيت منهم يوم العقبة إذ عرضت نفسي على ابن عبد ياليل بن عبد كلال فلم يجبني إلى ما اردت فانطلقت، وانا مهموم على وجهي فلم استفق إلا وانا بقرن الثعالب فرفعت راسي فإذا انا بسحابة قد اظلتني فنظرت، فإذا فيها جبريل فناداني، فقال: إن الله قد سمع قول قومك لك وما ردوا عليك وقد بعث إليك ملك الجبال لتامره بما شئت فيهم فناداني ملك الجبال فسلم علي، ثم قال: يا محمد، فقال: ذلك فيما شئت إن شئت ان اطبق عليهم الاخشبين، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: بل ارجو ان يخرج الله من اصلابهم من يعبد الله وحده لا يشرك به شيئا[22]."

قدیم ماخذ میں ابن کثیر اور جدید ماخذ میں مولانا عبد الرؤف داناپوری، مولانا مودودی اور محمد ادریس کاندھلوی نے سفر طائف سے واپسی کے وقت آپ ﷺ کی دعا اور ظہور ملائکہ کا ذکر ہے۔

- **ذکر ازواج مطہرات**

ازواج مطہرات کے بارے میں ابھی تک بہت وسیع، ہمہ جہت اور تحقیقی کام نہیں کیا گیا اور جو کچھ کیا گیا ہے وہ خاصا تشنہ ہے۔ ان کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شادی کا ذکر اصل نقطہ ارتکاز ہوتا ہے۔ یا ان کے سابق شوہروں یا نسب کا ذکر یوں ہی بطور حوالہ کر دیا جاتا ہے۔[23]

قدیم سیرت نگاروں میں سے ابن ہشام اور ابن کثیر نے ازواج مطہرات کا ذکر بہت ہی مختصر کیا ہے۔ جبکہ جدید میں اصح السیر اور سیرت المصطفی ﷺ میں بھی ان کا ذکر جو ہے وہ بہت مختصر ہے۔ تاہم عصر حاضر میں بہت سی کتابیں منظر عام پر آئی ہیں۔ جو ازواج مطہرات پر لکھی گئی ہیں اور ان میں ان کے بارے میں کافی تفصیل سے ملتا

ہے۔ان میں "ازواج مطہرات" از حافظ افروغ حسن، "امہات المومنین" محمود احمد صواف، "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکباز بیویاں" از محمود احمد غضنفر، "سیرت ازواج مطہرات حیات و خدمات" از تفضیل احمد ضیغم، "سیرت امہات المومنین" از محمد اسحاق بھٹی اس کے علاوہ بعض امہات پر الگ سے کتابچے بھی موجود ہیں خصوصاً حضرت عائشہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہ پر۔

- **حدیبیہ کا محرک خواب**

"بالعموم محدثین نے صلح حدیبیہ کے آغاز میں اس کے محرک خواب نبوی کا ذکر نہیں کیا ہے۔یہ بہت اہم بات ہے کہ عام اور مستند کتب سیرت و حدیث میں عمرہ سے متعلق رویائے نبوی کا ذکر نہیں ملتا۔اور جن چند ایک نے ذکر کیا ہے انھوں نے بھی حافظ ابن کثیر کے بیان پر اعتماد کر کے اس خواب کو بیان کر دیا ہے۔ابوالحسن علی ندوی، مولانا ادریس کاندھلوی وغیرہ۔

کچھ سیرت نگاروں نے بلا حوالہ ہی کام چلایا ہے۔مولانا صفی الرحمن مبارکپوری اور مولانا شبلی نے اس رویائے نبوی کا سرے سے حوالہ نہیں دیا ہے۔بہر حال یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے سال عمرہ کا ارادہ رؤیا صادقہ دیکھنے کے بعد کیا تھا۔اس کی شہادت سورہ فتح کی آیت کریمہ بالخصوص آیت 28 سے ملتی ہے جس میں اللہ تعالی کے خواب نبوی کو سچ کر دکھانے کا واقعہ بیان ہوا ہے۔"[24]

کتب تفاسیر کے اندر مفسرین کرام نے سورہ فتح کی تفسیر میں حدیبیہ سے پہلے خواب میں عمرہ کا ذکر کیا ہے۔مثلا تفسیر تیسر القرآن، معارف القرآن، تفسیر مظہری جب کہ قدیم ماخذ سیرت میں تاریخ طبری، سیرت النبی ابن کثیر اور سیرت ابن ہشام میں خواب عمرہ کا کوئی ذکر نہیں کیا اور جدید میں مولانا شبلی ایسے ہیں جنھوں نے اس خواب کا ذکر نہیں کیا البتہ ابوالبرکات داناپوری اور محمد ادریس کاندھلوی نے اس کا ذکر کیا ہے۔

یہاں ایک بات قابل ذکر ہے کہ ابن کثیر نے تفسیر کے اندر تو خواب عمرہ کا ذکر کیا ہے۔تاہم اپنی سیرت کی کتاب کے اندر حدیبیہ کے ضمن میں انہوں نے اس خواب کا کوئی ذکر نہیں کیا۔مزید یہ کہ ڈاکٹر یاسین کی کتاب میں سورہ الفتح کی آیت کریمہ 27 نمبر درج کیا گیا ہے، غالباً پرنٹنگ کی غلطی ہے۔ صحیح آیت نمبر 28 ہے۔

- **مکی و مدنی عہد نبوی میں حضرت عمر کی خدمات کا عدم ذکر**

تذکرہ نگاران الفاروق نے ان کی خلافت کے واقعات و معاملات کو زیادہ محور نظر اور موضوع بحث بنایا ہے اور ان کے پہلے کے واقعات میں زیادہ دلچسپی نہیں لی۔ان اسباب سے حضرت عمر فاروق کی سیرت مکی اور خدمات عمومی

اور مجموعی طور سے عہد نبوی میں ان کی سیرت وتاریخ میں خلائیں رہ گئیں۔[25]

محدثین وسیرت نگاروں کا دھیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال وافعال کے متعلق معلومات جمع کرنے کی طرف رہا۔ دوسرے حضرات کے بارے میں انہوں نے جو کچھ لکھا انہی اعمال و افعال کے ضمن میں لکھا۔ حضرت عمر فاروق کے بارے میں ان کے نظام حکومت کے واقعات و معاملات کی طرف توجہ رہی ہے اور اس سے پہلے کی زندگی کے بارے میں زیادہ دلچسپی نہیں لی گئی۔ اس لیے ان کی سیرت اور تاریخ میں یہ کمی رہ گئی۔

ان کے قبول اسلام اور ہجرت مدینہ کے واقعات کے بارے میں احادیث وروایات کتب سیرت اور حدیث و تاریخ میں پائی جاتی ہیں۔ چھ نبوی سے 12 نبوی تک یعنی اسلام عمر سے ہجرت مدینہ تک چھ سات برسوں کا کافی بڑا عرصہ تھا جس کے دوران کافی غیر معمولی واقعات رونما ہوئے۔ اسی عرصہ میں حضرت عمر کے اسلام سے مربوط واقعات کا ذکر آنے کے بعد بقیہ حوادث سے سیرت وتذکرہ کی صفحات خالی ہیں۔ حضرت عمر کی ہجرت مدینہ کے ضمن میں تفصیلات، غزوات وسرایا میں شرکت کے بارے، معلومات کی عدم دستیابی ہے۔ مولانا شبلی نے سیرت فاروقی پر ایک کتاب الفاروق لکھی ہے مگر اس میں بھی ان کے قبول اسلام کے بعد خلافت وفتوحات کو بیان کیا گیا ہے۔

- **مدینہ کے یہودی قبائل کے خلاف غزوات نبوی**

"مدینہ منورہ کے تین بڑے یہودی قبائل بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ کے خلاف نبوی غزوات کا بیان خاصہ تشنہ ملتا ہے۔ کتب سیرت وتاریخ میں تو پھر بھی کچھ نہ کچھ تفصیل مل جاتی ہے۔ مگر کتب حدیث میں ان کی تفصیلات نہیں ملتیں اور منفرد احادیث تو اور بھی تشنگی کا باعث ہیں۔"[26]

تاریخ طبری ابن کثیر اور ابن ہشام غزوہ بنو قینقاع اور غزوہ بنو نضیر کا ذکر مختصر ہے جبکہ غزوہ بنی قریظہ سے متعلق قدرے تفصیلات موجود ہیں۔ مگر جس طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفار مکہ کے ساتھ غزوات کی تفصیلات اور جزئیات بیان کی گئی ہیں اس طرح سے یہود کے ساتھ ان غزوات کی تفصیلات میں کمی ہے۔ کتب حدیث میں سے بخاری میں دس احادیث موجود ہیں۔

دور جدید میں غزوہ بنی قریظہ پر ایک کتاب منظر عام پر آئی ہے جسے محمد احمد باشمیل نے لکھا ہے۔ یہ کتاب 244 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں اس غزوہ کے بارے میں تفصیلات موجود ہیں۔

• دیگر تسامحات

i. عہد نبوی کی تجارت اور پھر اس کے مدنی تجارت سے ارتباط وارتقاء کی بحث باقی ہے۔

ii. خاص نبوی تجارت کی بحث تشنہ تکمیل ہے۔

iii. عہد نبوی میں زراعت وکاشتکاری اور اس سے وابستہ پیشوں اور کاموں پر ابھی بھی چند سرسری مقالات کے سوا کوئی وقیع کام نہیں کیا گیا۔

iv. صنعت و حرفت اور اجرت و مزدوری کے معاملات بھی تشنہ ہیں کہ ان کی طرف توجہ نہیں دی گئی اور وہ اقتصادی زندگی کی بازیافت کے لئے لازمی ہے۔

v. عہد نبوی میں مویشی پالن معیشت اور تجارتی معیشت اور ان دونوں کا صنعتی معیشت سے ارتباط کا معاملہ کسی مؤلف سیرت کے ذہن میں نہیں آتا۔

vi. عہد نبوی کے تہذیب وتمدن کے نظام اور اس کی بازیافت وتصویر کشی کی طرف توجہ نہیں کی گئی اور کسی کتاب میں حوالہ نہیں ملتا۔

vii. دعویٰ بہت کیا جاتا ہے اور بجا طور پر کیا جاتا ہے کہ اسلام اور اس کے آخری پیغمبر اعظم نے علوم وفنون کو اوج ثریا پر پہنچایا لیکن اس دعویٰ کو مدلل اور مستند ذرا کم کیا جاتا ہے۔ محض پڑھنے لکھنے کے فن اور کتابت قرآن وحدیث وغیرہ کے چند واقعات پر اتفاق کیا جاتا ہے۔[27]

viii. اعلانیہ تبلیغ کے امر الٰہی کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغی مساعی کا بیان و تجزیہ ابھی تک سیرت نگاروں کی تحریروں میں ادھورا اور تشنہ ہے۔[28]

ix. شب معراج کی صبح حضرت عمر مجلس نبوی میں موجود تھے جس کا ذکر بالعموم سیرت و سوانح نگار اپنے قصور روایت سے نہیں کرتے۔[29]

x. قدیم مؤلفین سیرت اور محدثین سنت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل بعثت، مکی نبوت اور مدنی حیات میں حج و عمرہ کی تفصیلات دی ہیں۔ ان پر صحیح تحقیق و تجزیہ نہیں کیا گیا۔ خاص طور سے قبل بعثت کے حج اور عمرہ کی سنت محمدی سے اور نبوت کے بعد مکی دور کے حج اور عمروں کی تعداد سے۔[30]

حاصل کلام:

ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی نے نا صرف سیرت نگاری میں تحقیق و تنقید کا اعلیٰ معیار قائم کیا بلکہ نئے پہلوؤں سے

سیرت کے ان موضوعات پر قلم اٹھایا جن کے بارے میں عموماً سیرت نگاروں نے زیادہ توجہ نہیں دی۔ ان کی سیرت نگاری کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ انھوں نے نقد کے ذریعے اکابرین کی کتب سیرت کے تشنہ، ادھورے اور خالص متروک مباحث اور تحقیقات سیرت میں موجود خلا کی نا صرف نشاندہی کی بلکہ اسے حتی الامکان پُر بھی کیا۔ نقد و تجزیہ تحقیقات کو جدت اور فنی منزلت کی طرف لے جاتا ہے۔ان کے بیان کردہ تسامحات سیرت نے عصر حاضر کے اسکالرز کے لئے نا صرف تحقیق کے لئے نئے موضوعات فراہم کئے ہیں بلکہ اس بات کی بھی رہنمائی کی ہے کہ میدان سیرت میں روایتی طرز مطالعہ کوئی قابل قدر اضافہ نہیں کر سکتا۔

حوالہ جات وحواشی

1 صدیقی، یسین مظہر، ڈاکٹر، رسول اکرم ﷺ کی رضاعی مائیں، گنج شکر پریس، اردو بازار لاہور، ص23-25

Siddiqui, yaseen mazharm dr, rasool e akram (saw) ki radhaai maaien, ghanj shaker press, urdu bazaar Lahore, pg:23-25

2 ایضا، ص25، 92

Ebid, pg: 25, 92

3 بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب: {وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ، رقم الحدیث 5101

Bukhari, Muhammad bin ismaail, al jaamyah al sahih, kitaab un nikah, baab wa umaahaatikum ul laati ardhetukum, raqam ul hadith: 5101

4 ابن سعد، طبقات ابن سعد، نفیس اکیڈمی، اردو بازار کراچی، حصہ اول (اخبار النبی ﷺ)، ص126

Ibn e saad, tabqaat ibn e saad, nafees acedamy, urdu bazaar Karachi, vol:1, pg:126

5 ایضا

Ebid

6 رسول اکرم ﷺ کی رضاعی مائیں، ص28، 78

rasool e akram (saw) ki radhaai maaien, pg: 28, 78

7 ایضا، ص104

Ebid, pg: 104

8 ایضا، ص100، 150

Ebid, pg: 100, 150

9 صدیقی، یسین مظہر، ڈاکٹر، عبد المطلب ہاشمی رسول اکرم ﷺ کے دادا، دار النوادر، اردو بازار لاہور، ص96

Siddiqui, yaseen mazharm dr, abdul mutaalib haashami rasool e akram kay dada, dar ul nawaadar, urdu bazaar Lahore, pg: 96

10 ایضا، نبی اکرم ﷺ اور خواتین-ایک سماجی مطالعہ، میٹرو پرنٹرز، لاہور، ص9

Ebid, nabi e akarm (saw) aur khawaateen- aik samaaji mutaaleah, metro printers, Lahore, pg: 9

11 النیسابوری، ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، و منھم خدیجۃ بنت خویلد، رقم الحدیث: 4834، 351/4

Al nisaa buri, abi Abdullah Muhammad bin abullah al hakim, al mustadrak, aalal saheehain, kitaab mearfaatul sihaabah wa min hum Khadija bint e khuwelad, raqam ul hadith: 4834, vol: 4, pg: 351

12 نبی اکرم ﷺ اور خواتین-ایک سماجی مطالعہ، ص38

nabi e akarm (saw) aur khawaateen- aik samaaji mutaaleah, pg: 38

13 الممتحنہ، 60:12

Al mumtahnaah, 12:60

14 الجامع الصحیح، کتاب تفسیر القرآن، کتاب قرآن پاک کی تفسیر کے بیان میں، باب اِذا جاءَکُمُ المُؤمِناتُ مُھَاجِراتٍ، رقم الحدیث: 4891

Al jaamay al sahih, kitaab tafseer ul qur'an, kitaab qur'an paak ki tafseer kay byan main, baab iza jaa aa kum mul mueminaatu muhaajiraat, raqam ul hadith: 4891

15 ابن ہشام، سیرت النبی ﷺ، ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور، 294،288:1

Ibn e hashaam, seerat ul naabi (saw) idaara islaamiyaat anaar kali Lahore, vol: 1, pg: 288,294

16 نبی اکرم ﷺ اور خواتین-ایک سماجی مطالعہ، ص113

nabi e akarm (saw) aur khawaateen- aik samaaji mutaaleah, pg: 113

17 ایضا، خطبات سرگودھا (سیرت نبوی کا عہد مکی)، شعبہ علوم اسلامیہ یونیورسٹی آف سرگودھا، ص20

Ebid, khutbaat e Sargodha (seerat e nabawi ka ehad maki) shubaah uloom e islaamiyah university of sagodha, pg: 20

18 ایضا، عہد نبوی میں قریش و ثقیف تعلقات، کتب خانہ سیرت کراچی، ص233

Ebid, ehad e nabawi main quraish o thaqeef taaluqaat, kutab khana seerat Karachi, pg: 233

[19] ایضا

Ebid

[20] ایضا، ص241

Ebid, pg:241

[21] ایضا، ص244

Ebid, pg: 244

[22] الجامع الصحیح، کتاب بدءِ الخَلْقِ، . بابُ إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ آمِينَ. وَالْمَلاَئِكَةُ فِي السَّمَاءِ، فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، رقم الحدیث: 3231

Al jaamy al sahih , kitaab bad el khalaq , baab iza qaala ahadukum aamin wa mlaaekatu fi samaae

[23] صدیقی، یسین مظہر، ڈاکٹر، عہد نبوی میں قریش وثقیف تعلقات، ص259

Ebid, ehad e nabawi main quraish o thaqeef taaluqaat, pg: 259

[24] ایضا، وحی حدیث، قدوسیہ اسلامک پریس، لاہور، ص94،96

Ebid,Wahi e Hadith, qudusia Islamic press, Lahore, pg: 94,96

[25] ایضا، عہد نبوی میں سیرت فاروقی، کتب خانہ سیرت، اردو بازار کراچی، ص90

Ebid, ehad e nabawi mai seerat e farooqi, kutab khana seerat, urdu bazaar Karachi, pg: 90

[26] ایضا، ص181

Ebid, pg: 181

[27] ایضا، خطبات سیرت (مصادر سیرت کا تجزیاتی مطالعہ)، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ص179

Ebid, Khutabaat e seerat (masaadar e seerat ka tazjiaati mutaleah), idaara tehqeeqaat islaami ben alwaami university, Islamabad, pg: 179

[28] ایضا، سیرت نگاری، کتب خانہ سیرت، اردو بازار کراچی، ص197

Ebid, seerat nighaari, kutab khana seerat, urdu bazaar Karachi, pg: 197

[29] ایضا، عہد نبوی میں سیرت فاروقی، ص110

Ebid, ehad e nabawi mai seerat e farooqi, pg: 110

[30] ایضا، ص240

Ebid, pg: 240